OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 4, Issue 2 (April-June 2021)

# نور الحسن نور کی نعت میں سیرت نگاری
# *Sīrah* Writing by *Noor-ul-Ḥasan Noor* in *Na't*

**Tayyaba Nighat**
*Assistant Professor, Department of Urdu, GC Women University Faisalabad*
**Shazia Adnan**
*Assistant Professor of Islamic Studies, GC Women University Faisalabad*
**Shaziz Andleeb**
*Office Assistant, Department of Urdu, GC Women University Faisalabad*

## Abstract

*Na't* is considered as the most sacred tribute of a poet to Prophet Mohammad and thus involves an emotional attachment rather than a critical approach, yet as to the extent of *Noor-ul-Hassan Noor Nawabi Azizi's Na'tiya* poetry, it encapsulates marvelous tradition of novel subjects on the character, mental and physical behavior of the Holy Prophet. This article tends to explore the variety of subjects in a more to the point approach. Noor's *Na' t* comprise over a wonderful array of character objectivity.

**Key Words:** *Na't, Sīrah, Noor-ul-Hassan Noor*

## تمہید

تمام ادیانِ عالم انسانیت کا درس دیتے ہیں اور آپؐ تو تمام انسانیت کے لیے آخری رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، لہٰذا آپ کی سیرت میں انسانیت کے لیے ہمہ گیر پیغام موجود ہے۔ آپؐ نے جہاں تمام انسانوں کے یکساں حقوق متعین کیے وہاں آپؐ نے انسان کی عظمت کو بحال کر کے اسے ارفع تر مقام سے ہمکنار کیا۔ آپؐ کی یہ عطا ہے کہ انسان کو شرفِ نیابت ملا۔ آپؐ نے اسی لیے تمام انسانوں کی ہمہ گیر قوانین مرتب کیے جن پر عمل پیرا ہو کر ایک عالم گیر انسانی سماج کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے جس میں کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے یا عجمی کو عربی پر اور عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ اگر کسی کو کوئی برتری حاصل ہے تو وہ اس کے اپنے کردار کی وجہ سے حاصل ہے۔ اور کردار کی تشکیل انسان کے اخلاقیات سے ہوتی ہے۔ اسلام میں آدمی کی

CC BY

اخلاقیات کے لیے بہترین نمونہ آں حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات کو قرار دیا گیا ہے۔ اس کے لیے آپ کی سیرت کا مطالعہ غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ سیرت کے مطالعے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق و کردار سے روشنی حاصل کرنے کے مختلف انداز ہیں، جن میں سے ایک نعت میں آپ کی سیرت کا بیان اور آپ کے اخلاق و کردار کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرانا ہے۔ اس ضمن میں متعدد کاوشیں ہوئیں ہیں اور مسلسل جاری ہیں۔ ان سطور میں نور الحسن نو کی کاوش کا مطالعہ پیش نظر ہے۔

**نور الحسن نور اور نعت نگاری**

نور الحسن نورؔ نوابی عزیزی نے اپنی شاعری کا آغاز نعت جیسی مبارک صنفِ سخن سے کیا۔ نور الحسن نورؔ جدید اردو نعت گو شعرا کی کھیپ میں ایک نامور نعت گو شاعر ہیں، جنہیں خوش فکر اور خوش اسلوب شاعر کے تعارف سے ملک بھر کے ادبی حلقوں میں زبردست پزیرائی حاصل ہوئی ہے۔ نور الحسن نورؔ کا تعلق ادبی خانوادے سے ہے انہوں نے اپنے خانوادے کی تخلیقِ ادب کی روایت کو نہ صرف برقرار رکھا ہے بلکہ وہ ایسے قلم قبیلہ کے سپوت ہیں جن پر نہ صرف ان کا خاندان فخر کرتا ہے، بلکہ تمام نعت دوست ان پر فخر کرتے ہیں۔ ان کا حمد و نعت اور مناقبِ اہل بیت میں شعری جوہر یا شاعرانہ اسلوب ایسا ہے کہ جس میں ایمانی جذبوں کی حرارت جگہ جگہ محسوس ہوتی ہے۔ نورؔ کی عالمانہ فکری رسائی کی طرح ان کے تمام نعتیہ مجموعے بھی علم و فضیلت کی جھلک لیے ہوئے ہیں۔

**سیرت نگاری کے حوالے سے نور الحسن نورؔ کی کاوش**

تمام ادیان عالم نے انسانوں کو بلا تفریق، رنگ و نسل یہی درس دیا ہے کہ وہ اپنے شارع کی پیروی کریں اور جس انداز سے ان کے شارعین نے زندگی بسر کی اسی طرز پر انھیں بھی اپنی بسر کرنی چاہئے۔ اسی میں ان کی نجات ممکن ہے۔ اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کرتے ہوئے اپنے نبی صل اللہ علیہ والہ واسلم کی سیرت اور کتاب اللہ کو مسلمانوں کی ہدایت کے لیے چھوڑا جس سے ہر کس و ناکس نے بقدرِ ظرف ہدایت پائی۔ نور الحسن نور نے بھی حضور پاک کی سیرت کو ہدایتِ ابدی کا چراغ سمجھ کر اس پر امتِ مسلمہ کو عمل پیرا ہونے کی دعوت دی ہے اور بتلایا ہے کہ یہی دائمی ہدایت کا ذریعہ ہے۔ نور الحسن نور نے سیرت کے موضوعات کو اس طرح سے نبھایا کہ ان کی قادر الکلامی واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ فکر کے حوالے سے ان کی اہم خصوصیت یہ نظر آتی ہے کہ ان کے کلام میں سیرتِ رسولؐ کے اہم موضاعات سمٹے چلے آتے ہیں اور وہ بڑی نزاکت آفرینی سے سیرت کے موضوع کو بیان کرتے ہیں۔ ان کی نعات میں حد درجہ نزاکت اور قدم قدم پر دو دھاری تلوار پر چلنے کی حزم و احتیاط ملتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نعت شاعری کی نازک ترین صنف ہے۔ نعت گوئی کا فن پُل صراط کا سفر ہے جس میں قدم بہ قدم لغزش کا خطرہ دامن گیر رہتا ہے۔ اگر شاعر اس میں سر مو تجاوز کرتا ہے تو شرک کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے اور اگر کمی کرتا ہے تو گستاخی رسولؐ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اس لئے نعت کا حق وہی ادا کر سکتا ہے جو جذبۂ عشقِ رسولؐ سے سرشار ہو۔ اور فنِ شاعری کی باریکیوں سے بھی واقف ہو۔

**نور کی نعت میں سیرت نگاری کے متنوع موضوعات**

سیرت نگاری کے حوالے سے نور الحسن نور کا کلام رنگ برنگے پھولوں کا مرقع ہے۔ ان کی نعت میں صاحبِ خلق عظیمؐ کے ظاہری اوصاف سے زیادہ باطنی اوصاف کی طرف توجہ ملتی ہے اور آپؐ کے خصائل و صفات، کردار و اطوار کو اُجاگر کرنے کی زیادہ

کوشش کی ہے۔ اسلامی تعلیمات کی آفاقی حیثیت و حقانیت کو اسوہ رسول ؐ کے عملی نمونے کی مثالیں پیش کر کے واضح کرنے کی کامیاب سعی کی ہے۔ نور الحسن نورؔ نے سیرت نگاری پر خصوصی توجہ دی ہے اور نبی اکرم ؐ کے ظاہری شمائل کے ساتھ باطنی خوبیوں کو بھی اپنی نعات میں نظم کیا ہے۔ در حقیقت نعت کی بنیاد ہی یہی چیزیں ہیں۔ سیرت نگاری کے ضمن میں نور الحسن نور نے خیالات کو جس طرح سے باندھا ہے، وہ بھی ایک لطیف قرینہ ہے جو بڑے بڑے نعت گو شعرا کے حصے میں اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک کہ عشقِ رسول ؐ کی آگ سینے کو جلا کر کندن نہ کر دے۔

ایسی کرنیں پھوٹیں ان کی سیرت و کردار سے
آشنا جو کر گئیں ہم کو رہ ہموار سے
زندگی کی اس تگ و دو میں وہی ہے کامیاب
جس کو نسبت ہے مرے سرکار کے دربار سے [1]

سیرت نگاری میں یہ ان کا فکری اختصاص ہے کہ انھوں نے کردار وافکار، ذات وصفات کا بیان ہی نعت رسول مقبول ؐ کی بنیاد بنایا ہے۔ نور الحسن نورؔ نے نعت گوئی میں سیرتِ اطہر کے بہت سے پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔ بہت سے اشعار میں مجموعی طور پر سیرت طیبہ کا ذکر ملتا ہے۔ جمالِ محمد ؐ کے ساتھ ساتھ یہ شعر سیرت کے موضوع سے علاقہ بھی رکھتا ہے۔ سیرتِ رسول ؐ انسانیت کی ہمہ گیر رشد وہدایت کا بے مثال اور ناقابلِ افتراق لازمانی ذریعہ ہے، جس سے ہر عہد میں ہدایت کشید کی جاسکتی ہے۔ سیرت کے انھی ہمہ گیر اور آفاقی پہلوؤں کو نعت میں سمونے کی ضرورت ہے تاکہ حضورِ مکرم ؐ کی حیاتِ طیبہ کی عملی تفاسیر عوام الناس کو سمجھ میں آسکیں اور وہ ان سے کسبِ فیض کریں۔ اس طرح شاعر تعمیر معاشرہ میں سیرتِ رسول ؐ کے ابلاغ کا کام بھی کرتا ہے اور سیرت کے مخفی وظاہری گوشوں کو جمال آثار طریقے سے پیش کرتا ہے جسے پڑھ کو لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ ایسے شعرا جنھوں نے سیرت کے موضوعات کو اپنایا ہے، نعت کے میدان میں ان کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو نعت گو شعرا پر یہ ایک بھاری ذمے داری عائد ہوتی ہے جسے پورا کرنا از بس ضروری ہے۔ تاجدارِ رشد وہدایت کی سیرت کے عملی پہلوؤں کی طرف نور نے واضح اور موثر اشارے کیے ہیں:

سامنے رکھ لے چراغِ صبح و شام مصطفی
چہرہ کردار تیرا ضوفشاں ہو جائے گا [2]
اسرارِ ہست وبود کے ہم پر کھلا کیے
ہم سیرتِ رسولِ مکرم پڑھا کیے
نقش پائے شہہ امم پہ چلیں
نورؔ یہ آرزو ہماری ہے
نبی کی راہنمائی کو ہم سفر کر کے
قدم بڑھاؤں گا صحرائے بے کراں کے لیے [3]

نعتیہ کلام میں سیرتِ مصطفیٰ ؐ کے علاوہ صورتِ مصطفیٰ ؐ کا بیان بھی کیا جاتا ہے۔ آپ ؐ کے حسن وجمال کو موضوعِ شعر بنایا جاتا ہے اور صورت کے ساتھ ساتھ سیرتِ طیبہ کو بھی اجاگر کیا جاتا ہے۔ احمد اور احد میں قدرِ مشترک توحید کے حوالے سے یہ بھی ہے

کہ جس طرح اللہ تعالیٰ صانع اور خالقِ کل کائنات و موجودات ہے اور اپنے باطنی و خارجی حصار میں لا محدود و لا منتہی اور لا ثانی و بے مثال ہے۔ بالکل اسی طرح حضرتِ محمدِ مصطفیٰؐ کی ذات مبارک تمام مخلوقات و مجودات میں حسن و جمال اور خوبصورتی میں بے مثل و لا مثال ہے۔ دوسرے لفظوں میں احد اپنی صناعی و خلاقی اور معبودیت میں واحد و یکتا ہے اور احمد اپنے خِلقی حسن و جمال اور عبودیت میں واحد و یکتا ہے۔ احمد اور احد اپنی اپنی صفات میں احدیت کے حامل ہیں۔ اللہ جیسا کوئی خالق نہیں ہے اور احمد جیسا کوئی عبد نہیں ہے۔ نور الحسن نور نوابی عزیزی کی نعت کا تنقیدی جائزہ لینے کے بعد یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے سیرتِ مصطفیٰؐ کے ہمہ جہت پہلوؤں کو ایک منفرد اسلوبِ بیان میں موضوع بنایا ہے۔ بلاشبہ من حیث الفکر نورؔ کے تمام مجموعہ ئ نعات اردو نعت کی روایت میں ایک خوبصورت اضافہ ہیں اور اس میں سیرت و لزوماتِ سیرت رسولؐ کے گلہائے رنگارنگ مسکراتے ہیں، جن کی خوشبوئے لطیف سانسوں کو معطر اور دماغ کو فرحت افزا خیالات بخشنے کا کام کرتی ہے:

جب وہ محبوبِ خدا بن کے پیمبر اترا
کاروانِ کرم و لطف زمیں پر اترا
آ گیا اپنے جلو میں لیے انوارِ یقیں
فرش والوں کا جگانے وہ مقدر اترا
آئے میزانِ فضیلت سے نجانے کتنے
کون سلطانِ مدینہ کے برابر اترا
بحرِ وحدت کے شناور تو بہت ہیں لیکن
اتنی گہرائی میں کوئی نہ شناور اترا
ہر طرف شور ہوا رحمتِ عالم آیا
مجمعِ حشر میں جب شافعِ محشر اترا[4]

نور الحسن نے مضامینِ نعت میں وسعت اختیار کرتے ہوئے آپؐ کی سیرت کے تمام پہلوؤں کو نعت میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے جو فی ذاتہٖ مستحسن اقدام ہے۔ ان کا فکری اختصاص یہ ہے کہ انھوں نے جذبہ عشقِ مصطفویؐ کو وصال کے باطنی احساس کے التزام کے ساتھ پیش کیا ہے۔ سیرتِ احمدؐ کی ضیا پاشی ہی سے کائنات میں تمام نورِ علم کی جلوہ گری اور آپؐ کی مجلّیٰ صورت کے آئینہ جمال سے فطرت اپنا حسن مستعار لیتی ہے۔ سیرت کے ان مضامین کو نئی فکری منہاج کے نورؔ نے فن کارانہ چابکدستی کے ساتھ اپنایا ہے اور شعر کے قالب میں ڈھال کر فصاحت و بلاغت کا معیار قائم کر دیا ہے۔

**اسوہ حسنہ کے موضوعات**

سیرت احمدؐ وہ پگڈنڈی ہے جو آنکھوں کو ضیا اور مکمل ضابطۂ حیات مہیا کرتی ہے۔ یہ جینے کا سلیقہ اور مدِ مقابل کو تدبیر کے ساتھ زیر کرنے کی بلند ہمتی عطا کرتی ہے۔ یہی غیر المغضوبِ علیھم سے مجتنب ہونا اور صراطِ مستقیم پر چلنا سکھاتی ہے تو انسان اشرف المخلوقات اور نیابتِ الٰہی کے درجے پر متمکن ہو جاتا ہے۔ تب انسان معراج و فضیلتِ انسانیت کے مدارج کو بہ احسن انداز طے کرتا ہے اور علی منہاجِ اولیا زیست کرتا ہے۔ نبی اکرمؐ کا اسوۂ حسنہ ہر خاص و عام کے لئے روشنی کا ایک مینار ہے مثلاً یہ اشعار دیکھیے:

برستے سب پہ ہیں سرکار بن کے ابرِ کرم
نہیں ہے بارشِ رحمت سے کوئی بھی محروم
یہی وہ بارگہِ رحمتِ دو عالم ہے
جہاں سے بن کے نکلتے ہیں خواجہ و مخدوم
تمھارے دامنِ رحمت میں چین پاتے ہیں
ستم رسیدہ و غم گین و بے کس و مظلوم
قریب تم سے ہوا جو ہوا خدا سے قریب
تمھارے در سے جدا جو ہوا، ہوا مذموم
فرازِ عرش بھی ہے نورؔ ان کے زیرِ قدم
بلندی شہ والا کسی کو کیا معلوم [5]

نور الحسن نور نے اس سے مراد یہ لیا ہے کہ حضور کی سیرت نہ صرف ہر خاص وعام میر کارواں کے لئے راستے کا چراغ ہے بلکہ دوسروں کے ساتھ عفوو درگزر کی ایسی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ کرہ ارض پر جس قدر بھی انسان آئے اور جو موجود ہیں ان میں رنگ ونسل، علاقے، زبان، تہذیب وثقافت اور رسوم ورواج اور طرزِ حیات کا کافی فرق پایا جاتا ہے۔ لوگوں کے مزاج ایک دوسرے سے جس طرح مختلف ہیں۔ بالکل اسی طرح ان کا رہنا سہنا بھی مختلف ہے اور تہذیب بھی مختلف ہے۔ انسانی مزاجوں کے یہ اختلاف کی دنیا ہے جس میں پیشوں میں اختلاف ہے۔ لہٰذا سب انسانوں کی ہمہ گیر رہنمائی کے لیے کسی ایسی شخصیت کا ہونا لازمی ہے جس پر سب متفق ہو جائیں اور جس کی سیرت سب انسانوں کے لیے بلا امتیاز واعتراض قابلِ تقلید و قابلِ اتباع ہو۔ اور وہ پورے کون مکاں میں صرف اور صرف حضور پاکؐ کی ہی ایسی شخصیت ہے جو سارے انسانوں کے لیے رشد و ہدایت کا سامان اپنے اندر رکھتی ہے۔ ہمیں روزمرہ میں مختلف افعالِ جسمانی اور اعمالِ خارجی سے واسطہ پڑتا ہے ان سب امور کی سرانجام دہی کے لیے ہمیں کسی نہ کسی عظیم شخصیت کی راہنمائی کی ضرورت ہے جو ہمیں تہذیب و تمدن کے ساتھ ساتھ ترقی کے طرف لے کر جائے۔ پوری انسانی تاریخ میں ایسی جز رسولِ خداؐ کے ایسی اور کوئی جامع اور مکمل رشد و ہدایت کی عالمگیر اور آفاقی سیرت نہیں ملتی جس پر سب انسان متفق ہو کر عمل پیرا ہو سکیں اور اپنے باہمی نفاق کو ختم کر سکیں۔

اسی طرح نورؔ کی نعات میں یہ پیغام عام ملتا ہے کہ ایک ہی راستہ انسانیت کی نجات کا ہے اور وہ یہ کہ سنت رسولؐ پر عمل پیرا ہوا جائے تاکہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل کی جائے۔ آپؐ نے پوری انسانیت کو صراطِ مستقیم دکھائی ہے تاکہ اس پر عمل کر انسانی معاشرت کو منہاجِ اشرف المخلوقات پر چلایا جا سکے۔ بدقسمتی سے پورے عالمگیر انسانی سماج میں سیرت کے ان پہلوؤں کو عملاً نافذ نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں نے خود سیرت کے عملی پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا ہے اور ان پر عمل کرنے سے لیت ولعل سے کام لیتے رہے ہیں۔ اگر سیرت کے عملی پہلوؤں پر عمل کر لیا جاتا تو دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن جاتی۔ حضورؐ کی سیرت کے اس ہمہ گیر اور آفاقی پہلو کو نورؔ نے اپنی نعات میں موضوع بنایا ہے۔ اور سیرت کے ان مضامین کو کمال ہنر مندی اور سلیقہ شعاری کے ساتھ نبھایا ہے۔

آپؐ کے اسوہ حسنہ کے بیان میں نور الحسن نورؔ ایک خاص فکر اور سوچ کو لے کر آگے بڑھتے ہیں۔ آپؐ کی سیرت کے

مقدس تذکروں کا مقصد ایک تو آپؐ کی عظمت ہے تو دوسری طرف عمل کی طرف توجہ دلانا اور ان اطوار و عادات کو نمونہ بنا کر عمل پیرا ہونے کی تبلیغ کرنا ہے اور یقیناً یہ کامیابی اور فلاح کی جانب راہنمائی ہے یوں نعت مدحت رسولؐ بھی بن جاتی ہے اور دعوت فکر و عمل بھی دیتی ہے اور یہ ایک مستحسن قدم ہے۔ نورالحسن نورؔ کہتے ہیں کہ میرے آقا کے دربار اقدس میں سرخ و سفید کالے اور گورے سب یکساں تھے۔ نورؔ کا پیغام یہی ہے کہ نبی اکرمؐ کی پوری انسانیت سے محبت اور پیار ہے اور نفرت کسی سے نہیں تھی۔ حضور پاکؐ کی سیرتِ طیبہ تمام انسانوں کے لیے قابلِ تقلید ہے۔ جس شخص نے بھی آپؐ کی عملی زندگی کی طرز پر اپنی زندگی کو ڈھال لیا تو وہ سرخرو ٹھہرا۔ اور جس نے دل سے آپؐ کی سنت کو اپنایا، اُس کی ہر مشکل آسان ہو گئی۔ نورؔ نے سیرتِ طیبہ کے تقلیدی و اعتقادی پہلوؤں کی طرف اپنے منفرد ولب و لہجے میں اشارہ کیا ہے۔

اطاعت رسولؐ کے ساتھ ہی اللہ اور رسولؐ نے روزِ محشر بخشش کی یقین دہانی کروائی ہے اور اگر اطاعت میں قلب گومگو کی کیفیات سے دوچار ہے تو مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور اس کا قبلہ درست کر دے۔ نورؔ نے اسی مسئلے کو موضوع بنایا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ حضورؐ روزِ محشر تمھاری شفاعت کریں تو پھر ان کی سیرت کی غیر مشروط اطاعت کرو کیونکہ اسی سے تمھیں جنت ملے گی۔ اور اگر امت کی زبوں حالی کا تجزیہ کیا جائے تو یہ امر اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ اتباعِ رسول ترک کر دینے سے یا غفلت برتنے سے زوال لازم ہو جاتا ہے۔

نورالحسن نورؔ کے متعدد اشعار قاری کی اس طرف راہنمائی کرتے ہیں کہ آپؐ کی سیرت ہی وہ راستہ ہے کہ جو بھٹکے ہوئے لوگوں کو منزل تک لیجاتا ہے۔ لیکن اگر امت اس مشعلِ راہ سے استفادہ نہ کرے اور صرفِ نظر کرتی ہوئی غفلت میں پڑ جائے تو وہ غیروں کی محتاج ہو جایا کرتی ہے۔ سنت سے مراد وہ افعالِ جسمانی ہیں جو حضورؐ کے جسمِ انور سے سرزد ہوئے ہیں اور جن احکاماتِ الٰہی کی تعمیل آپؐ نے کی۔ یہ امت پر ضروری ہیں اور امت کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ لہٰذا سنتِ رسولؐ ہر مسلمان کے لیے کامل رشد و ہدایت کا سامان ہے۔ سنت اللہ اور سنتِ رسولؐ میں تفارق صرف یہ ہے سنت اللہ قولی احکام ہیں اور سنتِ رسولؐ فعلی احکام ہیں جو سیرت کا ماحصل ہیں۔ سنتِ سلطانِ مدینہ ہی کی پیروی کے بعد انسان جنت کی تمنا کر سکتا ہے۔ "چوکھٹ" کی ردیف میں ان کی اس ضمن میں ایک نعتیہ غزل ملاحظہ ہو:

جلوہ حق سے ہے پرنور تمھاری چوکھٹ
یوں ہے رشکِ جبلِ طور تمھاری چوکھٹ
جمع رہتے ہیں جہاں جن و ملائک انساں
دونوں عالم میں ہے مشہور تمھاری چوکھٹ
کیف آگیں کیے رہتی ہے مشامِ جاں کو
بُوئے جنت سے ہے معمور تمھاری چوکھٹ
میں کہیں بھی رہوں اے سرورِ عالم لیکن
آنکھ سے ہوتی نہیں دور تمھاری چوکھٹ[6]

دوسرے معنوں میں قرآن کریم میں جو سیرتِ رسولؐ کا نقشہ کھینچا گیا ہے بالکل اس کی عملی تفسیر حضورؐ کا وجود مبارک تھا۔ اسی لیے تو قرآن میں جا بجا اللہ نے فرمایا ہے "**اطیعو اللہ و اطیعو الرسول**" یعنی اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ نورؔ کے ہاں قرآن کے حوالے سے سیرت کے اس موضوع کو دیکھا جا سکتا ہے۔

سنتِ سرکار ہی کی بدولت ہر طرف روشنی پھیلی اور کفر و الحاد کی تاریکیاں ختم ہو گئیں۔ سنتِ رسول کے معروضی حقائق جس طرح نورؔ نے اپنی نعات میں پیش کیے ہیں۔ اس طرح کے مفصل انداز میں کوئی اور شاعر نہیں پیش کر سکا۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ نورؔ کے ہاں سنتِ رسولؐ کے ساتھ جو وابستگی ہے وہ وجدانی رشتے میں انسلاکات رکھتی ہے۔

سیرتِ رسولؐ کا ایک ہمہ گیر پہلو "رحمت اللعالمینی" ہے۔ آپ شافع المذنبین ہیں اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ یہ تو آپؐ کا مقام و منصب ہے کہ اس پر اللہ تعالی نے آپ کو فائز کیا ہے۔ لیکن حیرت آثار طور پر آپؐ نے اس منصب کو سنت کی صورت میں جس طرح بدلا ہے اس کی نظیر عالمِ مثال اور ابدان میں نہیں ملتی۔ ہر کسی نے اپنے ظرف اور اوقات کے مطابق آپؐ کے دریائے رحمت سے سیرابی حاصل کی ہے۔ نورؔ نے اسی امر کو موضوع بناتے ہوئے اکتسابِ فیض پر بات کی ہے۔ یہ آپؐ ہی کی رحمت تھی کہ جس نے عرب پر چھائی قرنوں کی جہالت اور ظلم کو انسانیت کی معراج میں بدل دیا۔ عرب کے بدو آپؐ کی نظرِ رحمت کی بدولت خلاقِ آئینِ جہاں داری بن گئے اور دنیا نے ان سے اصولِ جہاں داری سیکھے۔ تیئس سال سے بھی کم مدت میں دنیا کے پس ماندہ ترین معاشرے میں یہ انقلابِ رحمت آپؐ کی بے مثال سیرت ہی کے طفیل آیا:

سنتوں کے نور میں آؤ گزاریں زندگی
راستہ ہے بس یہی خوش بختی دارین کا
یہ تو ممکن ہی نہیں افلاس اس کو روک دے
جس کی قسمت میں لکھا دیدار ہو حرمین کا[7]

آپؐ مولا الموالی ہیں۔ سبھی آپؐ کی چارہ گری سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ اہلِ مکہ میں یہ عام روایت تھی کہ یتیموں اور کمزوروں کا مال ہڑپ کر جاتے تھے اور مستحقین کو ان کا حق نہیں دیتے تھے۔ عورت کو جنس کے طور پر منڈیوں میں پیش کیا جاتا تھا۔ بیوہ کی کوئی زندگی ہی نہیں تھی کہ اس سے زندہ رہنے کا حق چھین لیا جاتا تھا۔ دکھی اور بے آسرا انسانیت کو اللہ کے نبیؐ نے قبل از بعثت بھی اور بعد از اعلانِ نبوت بھی سہارا دیا اور ان کی چارہ سازی۔ آپؐ کی چارہ سازی و چارہ گری کو امتی اگر اپنی زندگی میں اپنا لیں تو دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔ حضورؐ کی سیرت کے ان پہلوؤں کی طرف نور الحسن نے اپنی متفرق نعات میں اشعار کہے ہیں اور حضورؐ کی چارہ سازی و چارہ گری کو موضوع بنایا ہے۔ حضور نے امت کی چارہ سازی کی اور ان کو قعرِ جہالت سے نکال کر امید اور یقین کی طرف لائے۔ آپؐ نے قرآن و سنت اور اپنے اہلبیت کو امت کی ہدایت کے لیے ترکے میں چھوڑا۔ یہی اہل البیتؓ ہی تھے کہ جن کے گھر قرآن پلا بڑھا اور افزائش پانے کے بعد انھی کی مبارک زبان سے اہلِ علم نے علم کے موتی نچھاور ہوتے سنے۔ نورؔ ایسے موضوعات کو قرآنی اور احادیثی تلمیحات کے ساتھ مستعمل کیا ہے۔ حدیث کے ٹکڑے اشارتاً شامل کیے ہیں۔ چند اشعار انھی متبصرات کی روشنی میں ملاحظہ کیجیے:

عظمتِ قرآن و اہلِ بیت پر شاہد رسول
قول ہے انی ترکت فیکم الثقلین کا[8]

دنیائے رنگ و بو میں دیکھا جائے تو کسی شخص کی عملی زندگی کا سب سے بڑا پہلو ہوتا ہی رحمت اور انسانی ہمدردی کا سلوک ہے۔ آپؐ انسانیت کے ارفع ترین درجے پر فائز ہیں اور آپؐ کے دریائے رحمت سے اپنے پرائے سبھی مستفید ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چودہ سو برس گزرنے کے باوجود آپؐ کے دریائے رحمت میں وہی سامانِ راحت موجود ہے جو پہلے تھا۔ گویا آپؐ کی رحمت کی جو بے کرانی ہے وہ زمان و مکان کی حدود و قیود سے ماوراء ہے۔ حضورؐ کا تخصص یہ بھی ہے کہ آپؐ کو دیگر تمام انبیاء کے مقابلے میں اللہ جلہ شانہُ نے اپنے دیدار سے نوازا اور دیدار کا طریق کار بھی ایسا کہ ابنائے آدم و ملائک سبھی رشک کریں۔ نورؔ نے اس موضوع کو بڑی فن کارانہ چابکدستی کے ساتھ نبھایا ہے اور اس ضمن میں خوبصورت اشعار کہے ہیں۔ چند اشعار معراجِ نبیؐ کے حوالے سے ملاحظہ ہوں:

آرہی تھیں ادن منی کی صدائیں بار بار
قرب بڑھتا جارہا تھا کس قدر مابین کا[9]

رحمت اللعالمین ہونے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ گنہ گاروں کے گناہوں سے درگزر کرلیا جائے اور ان کے گناہوں پر اپنی رحمت کو پھیلا دیا جائے۔ سرورِ کونینؐ نے اپنی پاک سیرت کے ذریعے سے اس امر کا عملی اظہار کیا۔ وہ فتح مکہ کا موقع ہو یا جنگِ بدر میں قیدیوں کی رہائی کا معاملہ ہو یا شعبِ ابی طالبؓ میں محصور کر دینے والے مجرموں کو مرحمت کرنے کا معاملہ ہو یا قبیلہ بنی حاتم کی آزادی ہو، آپؐ نے ہر موقع پر "**الیوم یوم المرحمہ**" کے مصداق قرآن کے عین مطابق "**وما ارسلنک الاّ رحمتہ للعالمین**" ہونے کا ثبوت دیا اور امت کو بھی ترحم کے جذبات پیدا کرنے سکھائے۔ امت کو رحمت کا راستہ دکھایا تاکہ انسانی معاشرے میں خیر و شر کا توازن برقرار ہو اور لوگ اامن و امان کی زندگی بسر کرسکیں۔ نورؔ نے فکرِ بلند اور فنِ لطیف سے ہم آہنگ نظر افروز اور روح پرور اشعار کہے ہیں۔ آپؐ کی رحمت کا یہ عالم ہے کہ صرف عرب و عجم پر نہیں بلکہ پورے جہانوں پر محیط ہے۔ ابرِ رحمت سے فیض تمام انسان بلا تفریقِ خطہ و نسل کرسکتے ہیں۔ یعنی حضورؐ کی ذات کے فیضان ک کسی ایک خطے یا زبان تک محدود نہیں کیا جاسکتا۔ آپؐ چونکہ تمام جہانوں کے نبی اور رحیم و کریم ہیں اس لیے سبھی آپؐ کی سیرت سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ اور جس کو حضورؐ کے الطاف و کرم اور ان کی رحمت پر بھروسہ ہو تو اسے اہلِ کفر و الحاد کی سازشوں سے کوئی ڈر نہیں لگتا۔ گویا رحمتِ سرکارؐ کے باعث انسان طاغوتی قوتوں کے شر سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ خواجہ میر دردؔ نے حضورِ پاکؐ کی سیرت سے متاثر ہو کر ہی کہا تھا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے دردِ دل کے واسطے پیدا کیا ہے ورنہ اطاعت گزاری کے لیے فرشتے کم نہیں تھے۔ یہی دین و ایمان اور یہی عبادت ہے کہ دکھی انسانیت کے کام آیا جائے۔ محتاجوں، بیواؤں، یتیموں اور ناچار و مجبور انسانوں کی چارہ سازی و چارہ گری کی جائے تاکہ ایسے بے سہارا لوگ اپنے آپ کو بے سہارا نہ سمجھیں اور انسانیت پر ان کا ایمان پختہ ہو۔ آپؐ کی ساری حیاتِ طیبہ یتیموں، غربا اور محتاجوں اور ناچار لوگوں کی چارہ سازی کرتے ہوئے گزری۔ آپؐ یتیموں کے والی اور غریبوں کے آقا ہیں۔

فاران کی چوٹیوں سے جو نور طلوع ہوا تو اس نے پورے عالمِ ابدان میں بے بسی اور مظلومیت کے مظلموں میں بسنے والے نسل در نسل قرنوں کے دکھی انسانوں کے مستقبل کو تابناک بنا دیا۔ خود بھی ان کے درد کو نہ صرف محسوس کیا بلکہ اس کا علاج کیا۔ حضورؐ کے پاس بیمار شفایاب ہو کر جاتے تھے۔ سائل حاجات پوری کر کے جاتے تھے اور بے آسرا لوگ سہارائے مصطفیٰؐ سے فیض یاب ہو کر جاتے تھے۔ نبیؐ نے خود بھی غم خواری اور دکھی انسانوں کے دکھ درد دور کیے اور دوسروں کو بھی اپنی سیرت مطہرہ کے اس پہلو پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ انسانی سماج کی یہ تاریخ رہی ہے کہ کمزوروں کو دبا دیا جاتا ہے اور ان کے حقوق غصب کر لیے

جاتے ہیں۔ جب سرورِ کائناتؐ اس دنیا میں تشریف لائے تو عرب میں کیا پوری دنیا میں یہی افراتفری تھی۔ روم کی سلطنت اور ایران کی سلطنت میں طاقتور بادشاہ کمزور انسانوں کو غلام بنا کر ان سے جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیے جاتے تھے۔ عرب میں غلاموں سے جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ حضورؐ نے غلاموں کے اس قدر حقوق متین کر دیے کہ آقا و غلام میں معمولی سا فرق رہ گیا۔ یوں حضورؐ نے غلاموں کی چارہ سازی کی اور ان کے جسمانی و مالی استحصال بالجبر کا قلع قمع کیا۔ آپؐ کی سیرت کے ان پہلوؤں کی طرف نور نے اپنے اشعار میں متعدد اشارے کیے ہیں:

بنایا امتی ان کا، لقب خیر الامم بخشا
مرے اللہ کی کتنی بڑی یہ مہربانی ہے
ابلتے ہیں معارف کے سمندر ان لفظوں میں
کلامِ مصطفی کا نام ہی کنز المعانی ہے[10]

اچھے اور برے اخلاق ہی فیصلہ کرتے ہیں انسان مہذب ہے کہ نہیں۔ آپؐ اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیے گئے، لہٰذا انسانیت کے لیے اعلیٰ اخلاقی اصول وضع کیے جن پر ہم انسانی سماج کو استوار کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مستشرقین نے بھی اگر سیرتِ رسولؐ کا مطالعہ کیا تو اس کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ حضورؐ سے زیادہ انسانیت کا درس کسی اور نہیں دیا اور ان سے زیادہ انسانی ہمدردی اور ایثار کا عملی مظاہرہ بھی کہیں اور نہیں ملتا۔ یہاں رنگ و نسل سے بالاتر ہو کر تمام انسانوں کو عیال اللہ یعنی اللہ کے کنبے کے روپ میں دیکھا جاتا ہے۔ حضورؐ کی چوکھٹ پہ جو بھی انسان آئے وہ اپنی دادرسی حاصل کر کے ہی جاتا ہے یہ اشعار اسی امر کی غمازی کرتے ہیں:

وقت نے جس کو کبھی ہنسنے کا موقع نہ دیا
اس کو بھی کرتی ہے مسرور تمھاری چوکھٹ[11]

سیرتِ رسولؐ کا سب سے ہمہ گیر پہلو عقائد نہیں بلکہ انسانیت ہے۔ انسانیت کا وہ درس جو تمام انبیائے کرام اور دنیا کے ہر چھوٹے بڑے مذہب انسانیت کے علمبردار اہلِ فلاسفہ و حکمت نے دیا ہے، وہ ہی حضورؐ کی سیرت کا ہمہ گیر پہلو ہے۔ آپؐ کے فلسفہ حیات میں جبر کا کہیں دور دور تک نام و نشاں نہیں ہے۔ اسلام میں جبریہ عقائد کا تصور بھی نہیں ہے۔ قرآن نے صاف کہہ دیا کہ "**لست علیکم بمسیطر**" یعنی تمؐ کوئی ان پر داروغہ نہیں ہو۔ یہ تو ضمیرِ انسانی کی آواز ہے اسلام جو کہ دینِ فطرت ہے، لہٰذا آپؐ کے کردار ہی کے ذریعے سے دنیائے عالم میں اسلام پھیلا اور لوگوں نے آپؐ کے دستِ رحمت سے شفقتِ شاہِ امم کے مظاہرے دیکھے۔

**خلاصۂ بحث**

نورالحسن نورؔ نے اپنی نعات میں مختلف زاویوں حضورؐ کی سیرت کے اسی ہمہ گیر پہلو کی طرف منزہ جذبات سے لبریز بیانیے میں اشارہ کیا ہے۔ نیزہ و شمشیر کے زور پر دلوں کو نہیں جیتا جا سکتا۔ جزیرہ نما عرب میں عہدِ رسالت مآبؐ میں اسلام کے پھیلنے کی بنیادی وجوہات جنگوں میں حضورؐ کی جیت نہیں تھی بلکہ آپؐ کا بے مثال کردار تھا جس نے عرب بدوؤں، شتربانوں اور وحشیوں کے تہذیب و تمدن کے قرینے سکھا دیے اور وہ خلاقِ آئینِ جہاں داری بن گئے۔ حضور پاکؐ کے اسی الطاف و کرم کو بہت سی نعات میں بیان کیا گیا ہے۔ نورؔ نے اس ضمن میں اس قدر خوبصورت مضامینِ سیرت انہوں نے نکالے ہیں کہ قاری عش عش

کر اٹھتا ہے۔ بنی نوع انسان کے لیے بھلا سوچنا اور معاشرے میں خیر کی تقسیم کرنا یہ شعائر رسول اللہ ہیں۔ یہی سیرتِ رسولؐ ہے کہ انسانیت کی بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیا جائے اور جن سے معاشرے میں افتراق اور فتنہ پھیلے ان افعال و اعمالِ قبیح سے اجتناب برتا جائے۔ یہاں تک آپؐ نے فرمادیا کہ ایسا سچ جس معاشرے میں فتنہ وفساد کا خطرہ ہو اس سے اچھا وہ جھوٹ ہے جس کسی فتنے کو رد کیا جاسکتا ہو۔ انسانی افادیت کے ہمہ گیر پہلوؤں کی رو سے دیکھا جائے تو حضورؐ یہاں معاشرتی توازن کو قائم رکھنے کا درس دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپؐ کی سیرت مسلم امت کو باہمی یگانگت اور اشتراک کی راہ دکھاتی ہے۔ نورالحسن نور نوابی عزیزی کی نعات میں سیرتِ رسولؐ کو مجموعی طور پر موضوع بنا کر ایک نئی روایت قائم کی گئی ہے جو نعت نگاروں کے لیے قابلِ تقلید نمونہ ہے۔

## References


[1] Noor-ul-Ḥasan Noor, *Qulzam-i-Noor* (Kānpur: Ismā ʿīl Graphics, 2018), 86.

[2] Nawābī ʿAzīzī, *Sanā kī Nikhateen* (Kānpur: Dabistān-i-Nawābia ʿAzīzia,, 2018), 39.

[3] ʿAzīzī, *Sanā kī Nikhateen,* 40.

[4] Noor-ul-Ḥasan Noor, *Matla-i-Anwār* (Kānpur: Ismā ʿīl Graphics, 2018), 52.

[5] Noor, *Matla-i-Anwār,* 58.

[6] Noor, *Matla-i-Anwār,* 81.

[7] Noor, *Matla-i-Anwār,* 52.

[8] Noor, *Matla-i-Anwār,* 66.

[9] Noor, *Matla-i-Anwār,* 56.

[10] Noor, *Matla-i-Anwār,* 36.

[11] Noor, *Matla-i-Anwār,* 64.